محمد وسیم اختر مفتی

حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ

(۲)

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

اواخر ۱۱ھ میں سیدنا ابوبکر نے حضرت خالد بن ولید کی قیادت میں تیرہ ہزار کا لشکر یمامہ روانہ کیا۔ مسیلمہ کذاب نے ان کی آمد کی خبر سن کر اپنے ایک لاکھ کے لشکر کو عقربا کے مقام پر ترتیب دیا۔ حضرت خالد نے مقدمہ پر حضرت خالد بن فلان مخزومی، میمنہ پر حضرت زید بن خطاب اور میسرہ پر حضرت ابوحذیفہ بن عتبہ کو مقرر کیا۔ خود وہ حضرت شرحبیل کو لے کر آگے بڑھے۔ مسیلمہ کے لشکر تک پہنچنے میں ایک رات کا سفر تھا کہ ان کا گزر چالیس سے زیادہ سواروں پر مشتمل ایک دستے پر ہوا۔ مسیلمہ کے قبیلے بنوحنیفہ سے تعلق رکھنے والے ان لوگوں نے بتایا کہ ہم بنوعامر سے اپنے مقتول کا بدلہ لینے آئے ہیں۔ حضرت خالد نے پوچھا: نبوت کے بارے میں تمھارا کیا خیال ہے؟ انھوں نے کہا: ایک نبی ہمارا ہے اور ایک تمھارا۔ حضرت خالد نے انھیں تلوار کی دھار پر رکھ لیا، تمام قتل ہوئے۔ جب دو اشخاص ساریہ بن عامر اور مجاعہ بن مرارہ رہ گئے تو ساریہ نے کہا: اگر تم اس قریہ میں کوئی کارروائی کرنا چاہتے ہو تو مجاعہ کو زندہ رہنے دو۔ حضرت خالد نے اسے بیڑیاں پہنا کر اپنی اہلیہ حضرت ام تمیم کے سپرد کر دیا۔

جیش اسلامی عقربا پہنچا تو حضرت خالد بن ولید نے اپنی فوج کو بلند جگہ پر ٹھہرایا۔ مہاجرین کا علم حضرت سالم اور انصار کا حضرت ثابت بن قیس کے پاس تھا، دونوں نے اپنی فوج کو خوب گرمایا۔ جنگ شروع ہوئی تو نہار بن عنفوہ سب سے پہلے حضرت زید کے ہاتھوں جہنم رسید ہوا۔ اس مرحلے پر اسلامی فوج میں شامل بدو پسپا ہو گئے۔ بنوحنیفہ حضرت خالد کے خیمے میں داخل ہو کر ان کی اہلیہ حضرت ام تمیم کو قتل کرنے لگے تھے کہ مجاعہ نے ان کو بچایا۔ اب

حضرت خالد بن ولید، حضرت زید بن خطاب اور حضرت ابوحذیفہ بن عتبہ نے فوج کو خوب جوش دلایا۔ حضرت زید نے کہا: واللہ، میں دشمن کو شکست سے دوچار کرنے تک کوئی کلام نہ کروں گا یا اللہ سے جا ملوں گا اور اسی سے اپنی معذوری بیان کروں گا۔ لوگو، اپنے دانت دبا لو اور دشمن پر کاری وار کر ڈالو۔ سب نبیٔ کذاب کی فوج پر پل پڑے اور اسے پرے دھکیل دیا، اس حملے میں حضرت زید شہید ہوئے۔ حضرت ثابت بن قیس للکارے: مسلمانو، تم حزب اللہ ہو اور یہ حزب شیطان۔ عزت اللہ، اس کے رسول اور اس کے احزاب ہی کو حاصل ہو گی۔ جیسے میں دشمن پر حملہ کر رہا ہوں، تم بھی کر کے دکھاؤ۔ پھر شمشیر زنی کرتے ہوئے دشمن کی صفوں میں گھس گئے اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ حضرت ابوحذیفہ پکارے: قرآن کے حاملو، قرآن کو اپنے کارناموں سے مزین کرو۔ اس کے ساتھ ہی انھوں نے مسیلمہ کے لشکر پر زوردار حملہ کیا، صفوں کو چیرتے آگے بڑھ گئے اور جام شہادت نوش کیا۔ حضرت ابوحذیفہ کے آزاد کردہ حضرت سالم اور ان کے انصاری بھائی حضرت عباد بن بشر بھی اسی معرکہ میں شہید ہوئے، حضرت سالم نے آخری دم تک علم تھامے رکھا۔ حضرت خالد نے یہ صورت حال دیکھی تو ہر قبیلے کے فوجیوں کو یکجا ہو کر لڑنے کی ہدایت کی تاکہ معلوم ہو سکے کہ کون سا قبیلہ بزدلی دکھاتا ہے؟ انھوں نے جب مسیلمہ کو اپنی جگہ پر جمے دیکھا تو جان لیا کہ اسے قتل کیے بغیر فتح حاصل نہ ہو گی۔ وہ سیدھا اس کے پاس پہنچ گئے اور انا ابن الولید، انا ابن عامر و زید کہہ کر دعوت مبارزت دی۔ کئی سورما ان کے ہاتھوں قتل ہوئے، انھوں نے پھر مسیلمہ کو قبول حق کی دعوت دی، لیکن اس نے گردن ہلا کر انکار کیا۔ آخر کار جنگ کا بازار گرم ہوا اور مسیلمہ کی فوج شکست کھا کر ایک قلعہ نما باغ میں پناہ لینے پر مجبور ہوئی۔ اسلامی فوج نے باغ کا محاصرہ کر لیا، حضرت برا بن مالک کو ایک زرہ پر بٹھا کر نیزوں کی انیوں کے ذریعے بلند کر کے باغ کے اندر پھینکا گیا۔ انھوں نے اندر گھس کر دس سے زیادہ مرتدوں کو قتل کیا اور لڑتے بھڑتے دروازہ کھول دیا۔ باقی مسلمان بھی نعرۂ تکبیر بلند کر کے داخل ہو گئے۔ سخت جنگ ہوئی، مسیلمہ کے دس ہزار فوجی مارے گئے، جبکہ ساڑھے چھ سو اہل ایمان نے جام شہادت نوش کیا۔ کثرت اموات کی وجہ سے اس باغ کا نام ہی حدیقۃ الموت پڑ گیا۔ مسیلمہ کو حضرت وحشی بن حرب اور حضرت ابودجانہ انصاری نے جہنم واصل کیا۔

مدعیۂ نبوت سجاح کے ساتھی زبرقان اور اقرع ارتداد سے توبہ کرنے کے بعد حضرت ابوبکر کے پاس آئے اور کہا: بحرین کا خراج ہمیں لکھ دیجیے، ہم ضمانت دیتے ہیں کہ ہماری قوم کا کوئی شخص مرتد نہ ہو گا۔ وہ مان گئے اور پروانہ لکھ کر دے دیا۔ بطور گواہ دست خط ثبت کرانے کے لیے یہ پروانہ حضرت عمر کے پاس لے جایا گیا تو انھوں نے دست خط کرنے کے بجائے کاغذ ہی پھاڑ دیا۔ زبرقان اور اقرع نے حضرت خالد بن ولید کے ساتھ یمامہ سمیت تمام

www.javedahmadghamidi.org www.al-mawrid.org

معرکوں میں حصہ لیا۔ پھر وہ حضرت شرحبیل بن حسنہ کے ساتھ دومہ پہنچے۔

حضرت علا بن حضرمی بحرین کے مرتدین سے قتال کرنے کے لیے نکلے۔ وہ یمامہ سے گزرے تو حضرت شرحبیل کو بنوقضاعہ کے مرتدین سے نمٹنے کو کہا۔ چنانچہ حضرت عمرو بن عاص نے قبیلۂ سعد اور سرزمین بلق پر حملہ کیا، جبکہ حضرت شرحبیل نے کلب اور اس کے حلیف قبائل پر یورش کی۔ یہ بنوقضاعہ کے بطون (شاخیں) تھے۔

۱۲ھ: مہران بن بہرام اور عقہ بن ابوعقہ عین التمر میں فوج کشی کیے ہوئے تھے۔ انبار فتح کرنے کے بعد حضرت خالد بن ولید نے ادھر کا رخ کیا۔ انھوں نے عقہ کو شکست دی تو مہران قلعہ چھوڑ کر بھاگا، تاہم عقہ کے شکست خوردہ سپاہیوں نے قلعہ میں پناہ لے لی۔ قلعہ زیر کرنے کے بعد حضرت خالد نے عقہ اور تمام سپاہیوں کو قتل کرا دیا۔ قلعہ سے کچھ قیدی اور مال غنیمت حاصل ہوا۔ قیدیوں میں چالیس لڑکے تھے جو انجیل کی تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ انھی میں مشہور مفسر ابن سیرین کے والد سیرین اور شاعر عبداللہ بن عبدالاعلیٰ کے دادا ابوعمرہ بھی تھے۔ حضرت شرحبیل بن حسنہ نے اس معرکے میں حصہ لیا، بنومرہ کے ابوعمرہ ان کے حصے میں آئے۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

خلافت راشدہ کے پہلے سال سیدنا ابوبکر عراق میں کامیابی حاصل کر چکے تھے۔ ۱۲ھ میں وہ حج سے لوٹے تو شام (Levant) بھیجنے کے لیے چار لشکر ترتیب دیے۔ سب سے پہلے انھوں نے یزید بن ابوسفیان کو بالائی شام کے شہر بلقا بھیجا۔ کچھ دنوں کے بعد حضرت شرحبیل بن حسنہ کو سات ہزار کا لشکر دے کر اردن، حضرت ابوعبیدہ بن جراح کو حمص (جابیہ) اور حضرت عمرو بن عاص کو فلسطین کے شہر ایلہ (غمر العربات) کی طرف روانہ کیا۔ خلیفۂ اول نے ان کمانڈروں کا تقرر کرنے سے پہلے حضرت سعید بن عاص کو پرچم عطا کیا تھا، لیکن روانگی سے قبل ہی معزول کر کے حضرت یزید بن ابوسفیان کو ذمہ داری سونپ دی۔ اس وقت حضرت خالد بن سعید شام کی سرحد پر متعین اسلامی فوج کے سپہ سالار تھے، انھوں نے سیدنا ابوبکر کی ہدایت کے مطابق سرحدی قبائل کو ساتھ ملا کر مکمل دفاعی تیاریاں کر رکھی تھیں۔ قیصر روم ہرقل نے مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لیے جنگی تیاریاں شروع کر دیں تو سرحدوں پر مقیم عرب قبائل بنوبکر، بنوعذرہ، بنوعدوان اور بنوغسان نے اس کا ساتھ دیا۔ حضرت خالد بن سعید نے مدینہ خط لکھ کر خلیفۂ اول سے حملے میں پہل کرنے کی اجازت چاہی۔ ان کی فوج رومی افواج سے کہیں کمزور تھی، اس لیے سیدنا ابوبکر نے کبار مہاجرین و انصار پر مشتمل شوریٰ طلب کی اور شام کی طرف مزید فوجیں بھیجنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ حضرت عمر نے مکمل تائید کی، جبکہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے پوری قوت سے حملہ کرنے کے بجائے چھاپہ مار کارروائی کرنے کی تجویز پیش کی۔ حضرت عثمان نے حضرت ابوبکر کے فیصلے کی حمایت کی تو باقی اہل شوریٰ بھی متفق ہو گئے۔ مدینہ کے باشندے رومی

سلطنت اور اس کی جنگی طاقت سے مرعوب تھے، لیکن جب وہ خلیفۃ المسلمین کی ترغیب پر جوق در جوق شام کو جانے والے لشکر میں شامل ہو گئے تو اہل یمن کو بھی شمولیت کی دعوت دی گئی۔ چنانچہ ذوالکلاع حمیری، قیس مرادی، جندب دوسی اور حابس طائی اپنا اپنا دستہ لے کر مدینہ پہنچ گئے۔ اسی اثنا میں حضرت ابوبکر نے حضرت خالد بن سعید کو شام کی سرحد عبور کرنے کی اجازت دے دی، البتہ حملے میں پہل کرنے سے روکا۔ حضرت خالد بن سعید نے مختصر فوج اور بدوی قبائل کے ساتھ تیما سے شام کی حدود میں پیش قدمی شروع کی۔ رومیوں نے غسانیوں اور دوسرے سرحدی قبائل کو اپنی پہلی دفاعی لائن بنایا ہوا تھا۔ سرحدوں پر مقیم فوجی حواس باختہ ہو کر بھاگے، حضرت خالد نے ان کا چھوڑا ہوا سامان قبضے میں لیا اور حضرت ابوبکر کو اطلاع دی۔ انھوں نے جواب بھیجا کہ آگے بڑھتے جاؤ، لیکن جب تک کمک پہنچ نہ جائے خود حملہ کرنے سے پرہیز کرو۔ بحر مردار کے مشرقی ساحل پر واقع قسطل کے مقام پر ایک اور رومی لشکر سے ان کی مڈبھیڑ ہوئی، وہ بھی شکست سے دوچار ہوا۔ قیصر کے خود آگے نہ آنے سے شامی عیسائیوں میں یہ احساس پیدا ہو گیا کہ انھیں قربانی کا بکرا بنایا جا رہا ہے، اس لیے وہ لڑائی سے کنارہ کش ہو گئے۔

سب سے پہلے حضرت ولید بن عقبہ حضرت خالد بن سعید کی مدد کو پہنچے۔ حضرت عکرمہ بن ابوجہل حضر موت کی بغاوت سے فارغ ہو کر مدینہ پہنچے تھے، حضرت ابوبکر نے ان کے زیر قیادت ایک نیا لشکر "جیش بدال" مرتب کیا اور اسے بھی شام روانہ کر دیا۔ حضرت خالد بن سعید دو بار فتح حاصل کرنے کے بعد حد سے زیادہ پر اعتماد ہو چکے تھے، انھوں نے مزید کمک کا انتظار کیے بغیر رومی فوج پر حملہ کرنے کا پروگرام بنا لیا۔ رومی سپہ سالار باہان تجربہ کار جنگجو تھا، اپنی فوج لے کر دمشق کو چل پڑا، حضرت خالد نے اس کا پیچھا کیا۔ مرج الصفر کے مقام پر وہ پلٹا اور مسلمانوں کا محاصرہ کر کے ان کی پشت کا راستہ کاٹ دیا۔ اسی دوران میں ایک دستہ فوج سے الگ ہو گیا، باہان نے حملہ کر کے سب افراد کو شہید کر دیا۔ حضرت خالد کا بیٹا حضرت سعید بھی ان میں شامل تھا، بیٹے کی شہادت کی خبر سنی تو حضرت خالد نے ہمت ہار دی، حضرت عکرمہ کو قیادت سپرد کرتے ہوئے وہ اور ولید ایسا فرار ہوئے کہ مدینے کے قریب ذوالمروہ پہنچ کر دم لیا۔ حضرت ابوبکر نے ان کو مدینہ آنے سے منع کر دیا، البتہ ان کے ساتھ آئے ہوئے فوجیوں کو حضرت شرحبیل بن حسنہ اور حضرت معاویہ بن ابوسفیان کی قیادت میں واپس بھیج دیا۔ کچھ رضا کار حضرت ابوبکر نے مہیا کیے، کچھ حضرت شرحبیل نے حضرت خالد بن سعید کے دستے سے لیے اور اردن (یا بصریٰ) پہنچ گئے۔ انھوں نے اردن پر مامور کمانڈر حضرت ولید بن عقبہ کی جگہ لی۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح نے جابیہ، حضرت یزید بن ابوسفیان نے بلقا اور حضرت عمرو بن عاص نے عربہ (عربات) میں ڈیرے ڈال دیے۔ راستے میں بدوؤں اور عیسائیوں کی جانب سے کچھ مزاحمت

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

پیش آئی۔ حضرت ابوعبیدہ نے اہل بلقا کو زیر کرنے کے بعد صلح پر مجبور کیا، یہ شام کے علاقے میں پہلی صلح تھی۔

۱۳ھ (۶۳۴ء): شاہ روم ہرقل کو مسلمانوں کی جنگی تیاریوں کا علم ہوا تو اپنی قوم کو صلح کی تجویز پیش کی، لیکن کوئی نہ مانا۔ تب وہ حمص پہنچا اور چاروں اسلامی فوجوں کا مقابلہ کرنے کے لیے الگ الگ لشکر تیار کیے۔ اپنے سگے بھائی تذراق کو نوے ہزار کی فوج دے کر حضرت عمرو بن عاص کا مقابلہ کرنے کے لیے فلسطین، جارج (جرجہ) بن توذر کو چالیس ہزار کی سپاہ دے کر حضرت یزید بن ابوسفیان کی طرف دمشق، فیقار بن نسطوس کو ساٹھ ہزار کے لشکر کا سالار مقرر کر کے حضرت ابوعبیدہ بن جراح کی جانب حمص اور درّاقص کو حضرت شرحبیل بن حسنہ کا سامنا کرنے کے لیے اردن بھیجا۔ یہ خبر سن کر مسلمان گھبرائے اور حضرت عمرو بن عاص سے رائے لی۔ انھوں نے خط لکھا کہ ہمیں اکٹھا ہو جانا چاہیے تبھی ہم دشمن کی کثیر تعداد کا مقابلہ کر سکیں گے۔ حضرت ابوبکر سے ہدایت لی گئی تو انھوں نے بھی چاروں فوجوں کو یک جا ہونے کا حکم دیا۔ اب تیس ہزار اہل ایمان کی نفری دو لاکھ چالیس ہزار رومی فوج کا مقابلہ کرنے کے لیے یرموک پر اکٹھی ہو گئی۔ ادھر حضرت ابوبکر نے حضرت عمر، حضرت علی اور دیگر اہل رائے کے مشورہ سے حضرت خالد بن ولید کو فوج کی قیادت سونپنے کا فیصلہ کیا۔ حضرت خالد بہت آزردہ ہوئے، کیونکہ وہ ساسانی (Sassanid) دارالخلافہ مدائن کو فتح کیے بغیر عراق سے ہلنا نہ چاہتے تھے، تاہم از راہ امتثال امر انھوں نے حضرت مثنیٰ بن حارثہ کو عراق کا کمانڈر مقرر کیا اور ساڑھے نو ہزار کی فوج لے کر شام روانہ ہو گئے۔ پہلے سوا، تدمر، اروکہ (ارک) اور سخنہ کے قلعے فتح کیے، پھر بصریٰ کا رخ کیا۔ دمشق کو پیچھے چھوڑ کر وہ مرج راہط پہنچے، ایک مختصر حملہ کر کے کچھ مال غنیمت اور کچھ قیدی حاصل کیے، پھر یہ شہر خالی کر دیا۔ ان کا مقصد اگلی مہمات کے لیے عقب کو محفوظ بنانا تھا۔ حضرت خالد کی آمد کی خبر سن کر حضرت ابوعبیدہ بن جراح نے حضرت شرحبیل بن حسنہ کو چار ہزار جوان دے کر بصریٰ کا محاصرہ کرنے کے لیے بھیجا۔ بازنطینی اور عرب عیسائیوں کی ایک بڑی فوج نے حضرت شرحبیل کی فوج پر اچانک حملہ کیا، حضرت شرحبیل کی قوت منتشر ہونے کو تھی کہ حضرت خالد کا گھڑ سوار دستہ آن پہنچا اور رومی فوج پر عقب سے حملہ کر دیا۔ اس نے بھاگ کر قلعے میں پناہ لے لی، اسی اثنا میں حضرت ابوعبیدہ بھی فوج لے کر پہنچے اور حضرت خالد کی کمان میں آ گئے۔ اسلامی فوج نے قلعے کا محاصرہ کر لیا۔ اہل بصریٰ نے جزیہ ادائی کی شرط مان کر صلح کر لی اور قلعہ خالی کر دیا۔ شام کے شہروں میں یہ پہلا شہر تھا جو عہد صدیقی میں فتح ہوا، اس کے ساتھ ہی غسانی سلطنت (Ghassanids) کا خاتمہ ہو گیا۔ بلال بن حارث مزنی کو مال غنیمت دے کر مدینہ بھیجا گیا۔ پھر حضرت خالد، حضرت ابوعبیدہ بن جراح، حضرت شرحبیل بن

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

حسنہ اور حضرت یزید بن ابوسفیان چاروں جرنیل حضرت عمرو بن عاص کو کمک دینے کے لیے فلسطین کے شہر عربات (عربا) روانہ ہو گئے۔

جمادی الاولیٰ ۱۳ھ (۳۰ رجولائی ۶۳۴ء، ۱۵ھ: ابن کثیر) جنگ اجنادین: حضرت خالد بصریٰ میں تھے کہ اطلاع ملی کہ رومی فوج رملہ اور بیت جبرین کے مابین واقع شہر اجنادین (Palaestina Prima) میں جمع ہو رہی ہے۔ یہ موجودہ اسرائیل کے مقام بیت شیمش (Beit Shemesh) کے جنوب میں ہے۔ حضرت خالد نے حضرت یزید بن ابوسفیان، حضرت عمرو بن عاص، حضرت ابوعبیدہ اور حضرت شرحبیل کے دستوں کو یک جا کیا تو اسلامی فوج کی تعداد بیس ہزار ہو گئی، جبکہ رومیوں کی نفری ساٹھ ہزار تھی۔ انھوں نے قلب پر حضرت معاذ بن جبل اور حضرت عمرو بن عاص، میسرہ پر حضرت سعید بن عامر، میمنہ پر حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر اور ساقہ پر حضرت یزید بن ابوسفیان کو مقرر کیا۔ جنگ اجنادین کے پہلے روز رومیوں نے پیادہ (infantary) فوج کے ذریعے حملہ کیا، تیراندازی سے کئی مسلمان شہید اور زخمی ہو گئے۔ دو بدو لڑائی اور عمومی حملہ بھی ہوا، تاہم کسی فوج کا پلہ بھاری نہ ہو سکا۔ دوسرے دن حضرت ضرار بن خطاب نے رومی کمانڈر تھیوڈور کو قتل کیا۔ بازنطینی فوج کے قدم اکھڑے تو اسلامی فوج نے زوردار حملہ کر دیا۔ بہت جانی نقصان اٹھانے کے باوجود پسپائی نہ ہوئی تو حضرت خالد نے یزید کے دستے کو بھی بلا لیا۔ اس آخری ہلے نے رومیوں کو ڈھیر کر دیا۔ جو بچ گئے، وہ غزہ، جافہ اور یروشلم کی طرف فرار ہو گئے۔

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

ایشیا زیر کرنے کے بعد حضرت ابوعبیدہ بن جراح نے شمالی شام فتح کرنے کا پلان بنایا اور فوج کو یرموک (Hieromyax) منتقل کر دیا۔ یہ دریاے یرموک کے ساتھ، گولان کی پہاڑیوں کے جنوب مشرق میں چالیس میل کے فاصلے پر ایک سطح مرتفع ہے جو موجودہ اسرائیل، اردن اور شام کی درمیانی سرحد پر واقع ہے۔ اس کے مغربی کنارے پر رقاد نام کی ساڑھے چھ سو فٹ گہری کھائی ہے۔ اسلامی فوج طلال جموع (Hill of Samein) پر جمع ہوئی اور رومی فوج نے دیر ایوب اور دریاے یرموک کے بیچ وادئ واقوصہ میں پڑاؤ ڈالا جو تین اطراف سے اونچی پہاڑیوں میں گھری ہوئی تھی۔ باہر نکلنے کا ایک ہی راستہ تھا جس پر مسلمانوں نے قبضہ کر لیا۔ رومیوں کی تعداد دو لاکھ چالیس ہزار ہو چکی تھی، جبکہ اہل ایمان کی نفری چالیس ہزار سے بھی کم (چھیالیس ہزار: طبری) تھی، صحابہ کی تعداد ایک ہزار تھی جن میں سے سو بدری تھے، عشرۂ مبشرہ میں سے حضرت زبیر بن عوام موجود تھے۔ چار اہم جرنیلوں حضرت ابوعبیدہ بن جراح، حضرت عمرو بن عاص، حضرت یزید بن ابوسفیان اور حضرت شرحبیل بن حسنہ کی فوجیں اپنے اپنے سالار کی کمان میں

جنگ کے لیے تیار تھیں۔حضرت خالد نے مشورہ دیا کہ فوجوں کو یک جا کر کے باری باری ہر جرنیل کو سالاری کا موقع دیا جائے۔کمانڈ حضرت خالد نے سنبھالی تو چھتیس یا چالیس کمانڈروں کی سربراہی میں ہزار ہزار جوانوں پر مشتمل دستے ترتیب دیے۔قلب کی کمان حضرت ابوعبیدہ بن جراح کو، میمنہ کی حضرت عمرو بن عاص اور حضرت شرحبیل بن حسنہ کو، میسرہ کی حضرت یزید بن ابوسفیان کو، مقدمہ کی حضرت قباث بن اشیم کو اور ساقہ کی حضرت عبداللہ بن مسعود کو سونپی۔میمنہ کی ذمہ داری ادا کرنے کے ساتھ حضرت شرحبیل ایک دستہ کی کمان بھی کر رہے تھے۔حضرت ابوالدردا اس دن قاضی تھے، حضرت ابوسفیان سپاہیوں کو جوش دلا رہے اور حضرت مقداد بن اسود قرآنی آیات کی تلاوت کر رہے تھے۔ابن اسحاق کی روایت میں کمانڈروں کے نام اس طرح ہیں: لشکر کے چار حصوں کے سربراہ: حضرت ابوعبیدہ، حضرت عمرو بن عاص، حضرت شرحبیل بن حسنہ اور حضرت یزید بن ابوسفیان۔قائد میمنہ: حضرت معاذ بن جبل، کمان دار میسرہ: حضرت نفاثہ بن اسامہ، پیادہ فوج کے سالار: حضرت ہاشم بن عتبہ اور گھڑ سوار فوج کے قائد: حضرت خالد بن ولید۔

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

طبری اور ابن کثیر نے سیف بن عمر کی روایت کو اختیار کیا ہے جس کے مطابق معرکۂ یرموک ۱۳ھ میں فتح دمشق سے پہلے پیش آیا۔ابن عساکر کی نقل کردہ روایات کے مطابق، جنھیں موجودہ مؤرخین نے ترجیح دی ہے، جنگ یرموک فتح دمشق کے بعد رجب ۱۵ھ (۱۵ تا ۲۰ / اگست ۶۳۶ء) میں ہوئی۔ذہبی کہتے ہیں: ۱۳ھ والی روایت وہم ہے۔

جنگ یرموک چھ دن جاری رہی۔پہلے دن کی مبارزت میں رومیوں کے کئی کمانڈر مارے گئے۔ایک تہائی رومی فوج نے جنگ میں حصہ لیا اور کوئی خاص کارکردگی نہ دکھائی۔رومی سپہ سالار باہان (واہان) کا مقصد مسلمانوں کی قوت کا اندازہ کرنا تھا۔دوران جنگ میں رومی جرنیل جارج (George) نے اسلام قبول کیا، جنگ میں حصہ لیا اور شام سے پہلے جام شہادت نوش کیا۔دوسرے دن علی الصبح رومی غلاموں پر مشتمل میسرہ نے دیرجان (یا قناطیر) کی سربراہی میں مسلم میمنہ پر اچانک حملہ کر دیا۔کمانڈر حضرت عمرو بن عاص نے ایک بار تو رومیوں کی یلغار روک لی، لیکن پھر قلب کی طرف پسپا ہونے پر مجبور ہو گئے۔اس دباؤ کو زبید قبیلہ کے افراد نے کم کیا، وہ پیچھے ہٹے پھر نعرہ بلند کر پلٹے اور زوردار حملہ کر کے رومیوں کو ہٹا دیا۔حضرت خالد بن ولید نے میمنہ کی پوزیشن مستحکم کرنے کے بعد اسے رومی لشکر کے میسرہ پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔خود اپنا دستہ لے کر وہ دوسری جانب سے میسرہ پر چڑھ دوڑے۔رومیوں نے گھبرا کر مسلم فوج کی پوزیشنیں چھوڑ دیں اور حضرت عمرو بن عاص ان پر واپس آ گئے۔اس کے برعکس مسلم میسرہ دباؤ میں

رہا، حتیٰ کہ حضرت یزید بن ابوسفیان کو قلب کی طرف پسپا ہونا پڑا۔ حضرت خالد نے ضرار بن ازور کے دستے کو رومی فوج کے قلب پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ رومی آہستہ آہستہ پیچھے ہٹے، غروب آفتاب تک دونوں فوجیں پہلی پوزیشنوں تک آ چکی تھیں۔ ضرار کے حملے میں بے شمار مسلمانوں نے شہادت پائی، جبکہ لاتعداد رومی سپاہی اور ان کا جرنیل دیرجان جہنم واصل ہوئے۔ تیسرے دن بازنطینی فوج کے مسلم میمنہ اور ملحقہ قلب پر حملے سے دن کا آغاز ہوا۔ اسلامی فوج کچھ پیچھے ہٹی، لیکن پھر سنبھلی اور جوابی حملے کے لیے تیار ہو گئی۔ حضرت خالد نے رومی فوج کے میسرہ پر اندرونی جانب سے یلغار کی، ساتھ ہی اپنی فوج کے میمنہ کو اس کے بیرونی طرف حملہ کرنے کا حکم دیا۔ گھمسان کی جنگ میں طرفین کا جانی نقصان ہوا اور رومی فوج پیش قدمی کرنے میں ناکام رہی۔ چوتھے دن رومی میسرہ میں شامل غلاموں کی بٹالین نے قناطیر کی سربراہی میں اسلامی میمنہ پر دوبارہ حملہ کیا، عیسائی عربوں نے جبلہ کی کمان میں ان کی مدد کی۔ نتیجۃً میمنہ پیچھے ہٹا۔ اسی اثنا میں حضرت خالد اپنے دستے کے ساتھ داخل ہوئے اور میسرہ اور قلب کے کمانڈروں حضرت ابوعبیدہ اور حضرت یزید کے ساتھ مل کر ایسا زوردار حملہ کیا کہ رومی فوج کے لیے آگے بڑھنا ممکن نہ رہا۔ حضرت خالد نے اپنے دستے کو دو حصوں میں بانٹ کر رومی میسرہ کے دونوں پہلوؤں پر حملہ کیا۔ اسی وقت مسلم قلب نے رومی فوج کے فرنٹ کو اور میمنہ نے ان کے میسرہ کو نشانہ بنایا۔ اس چومکھی حملے میں رومی قلب اور میسرہ، دونوں پسپا ہو گئے، لیکن دوسری جانب رومی گھڑسواروں نے مسلم قلب اور میسرہ پر تیراندازی کر کے ان کی پیش قدمی روک دی۔ کئی مسلم سپاہیوں کی آنکھیں تیر لگنے سے ضائع ہوئیں، ابوسفیان کی دوسری آنکھ اسی دن پھوٹی، پہلی طائف کے محاصرے میں ضائع ہو چکی تھی۔ حضرت عکرمہ کے دستے نے فوج کو سنبھالا دیا اور رومی فوج پر جوابی حملہ کیا۔ اسی اثنا میں پیچھے ہٹنے والے دستے بھی سنبھلنے میں کامیاب ہوئے۔ اس کوشش میں عکرمہ کے بے شمار جوان شہید اور زخمی ہوئے، وہ خود بھی اسی دن شہادت سے سرفراز ہوئے۔ پانچویں دن شدید جانی نقصان اٹھانے کے بعد باہان نے عارضی جنگ بندی کی استدعا کی۔ حضرت خالد نے اسے اپنی فتح جانا، اس لیے مسترد کرتے ہوئے جارحانہ جنگ لڑنے کا فیصلہ کیا۔ انھوں نے رومی فوج کے فرار کے راستوں کو مسدود کرنے کے لیے الگ نفری مقرر کی۔ میدان جنگ میں تین گہری کھائیوں کے علاوہ مغرب کی سمت میں وادئ رقاد، جنوب میں وادئ یرموک اور مشرق میں وادئ الان تھی۔ ان اطراف میں بازنطینی فوج کا جانا ممکن نہ تھا، اس لیے انھوں نے صرف شمال کی سمت بلاک کی۔ اس کے علاوہ پانسو سپاہیوں پر مشتمل ضرار بن ازور کے دستے کو بھیج کر وادئ رقاد پر واقع واحد پل پر بھی قبضہ کر لیا۔ چھٹے دن حضرت

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

خالد بن ولید نے محض ایک سو گھڑ سواروں کو یک جا کر کے دفعۃً ایسا دھاوا بولا کہ ایک لاکھ رومی تتر بتر ہو گئے۔ ان میں سے چھ ہزار اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے اور باقیوں کو کوئی جائے پناہ نہ مل رہی تھی۔ باہان نے اپنی فوج کے گھڑ سوار دستوں کو یک جا ہونے کا حکم دیا، لیکن مسلم گھڑ سواروں کے شدید حملے کے دوران میں ایسا ممکن نہ ہو سکا۔ نتیجۃً انھیں اکھڑ کر شمال کی سمت میں پسپا ہونا پڑا۔ اس طرح رومی پیادہ فوج کو کوئی سپورٹ نہ رہی۔ حضرت خالد نے رومی قلب پر حملہ کر کے اسے مکمل طور پر منتشر کر دیا۔ رومی بازنطینی فوج کی شکست یقینی ہو گئی تو حضرت خالد نے اس کی راہ فرار مسدود کرنے کے لیے اپنا دستہ بھی شمال کی طرف منتقل کر دیا۔ رومی مغرب کی سمت میں وادئ رقاد کی طرف پسپا ہوئے، ان کی کوشش تھی کہ عین الضحر کے تنگ پل کو عبور کر کے نکل جائیں، لیکن وہاں ضرار بن ازور پانسو جوانوں کے ساتھ رات سے قابض تھے۔ اسلامی فوج کے دباؤ میں رومی فوج ایسی کسی گئی کہ اس کے لیے ہتھیار چلانا بھی ممکن نہ رہا۔ لاتعداد سپاہی گہری کھائی میں گر کر مارے گئے، جنھوں نے پانی کے راستے فرار ہونے کی کوشش کی، وہ بھی نہ بچ پائے۔ پھر بھی کئی رومیوں نے مصر، ایشیا اور دمشق کو راہ فرار پکڑی۔ بہت کم رومی قید میں آئے۔ جنگ ختم ہونے کے بعد حضرت خالد نے رومی بھگوڑوں کا دمشق تک پیچھا کیا۔ باہان (واہان) وہیں مارا گیا۔ دمشق کے مقامی باشندوں نے حضرت خالد کو خوش آمدید کہا۔ اس جنگ کے نتیجے میں ہرقل کو شام چھوڑنا پڑا، وہ سمندر کے راستے قسطنطنیہ روانہ ہو گیا۔

[باقی]

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org